﴿ سوال آپ کے ۔ جواب قرآن اور روایات سے ﴾

﴿ البِرّ کے پلیٹ فارم سے شائع ہونے والی تحریروں وتجزیات کو" حوالے کے ساتھ "نقل کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ ادارہ ﴾

اربعین (چہلم) کی اہمیت و حیثیت

سوال: چہلمِ امام حسین علیہ السلام یا اربعین کی کیا حیثیت ہے کیا اس کو برپا کرنا شرعی طور پر ٹھیک ہے یا یہ لوگوں کی طرف سے خود ساختہ طور پر ایجاد کردہ ہے؟ براہِ مہربانی" جواب" روایاتِ اہل بیت علیہم السلام کی روشنی میں بیان فرمائیں؟

جواب:

امام حسین علیہ السلام کی شہادتِ عظمیٰ کی مناسبت سے مختلف ایام و مراسم کا اہتمام وانعقاد کرنا "روایاتِ اہل بیت علیہم السلام" میں وارد ہوا ہے۔ انہیں مناسبتوں میں سے ایک مناسبت " چہلمِ امام حسین علیہ السلام " ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ چہلم کی کوئی شرعی حیثیت ہے یا نہیں؟ بہتر ہو گا کہ ہم اس سوال کو چار مراحل میں بیان فرمائے۔ ہر عنوان اپنے سے پہلے والے عنوان سے مربوط ہے۔ یہ چار مراحل درج ذیل ہیں:

۱. چہلم کی شرعی حیثیت۔ (اس کے ذیل میں متعدد نکات بیان کیے جائیں گے)
۲. امام حسین علیہ السلام کا چہلم روایات کی روشنی میں۔
۳. زیارتِ اربعین۔
۴. اربعین (چہلم) کے دن کی تعیین۔

ا. چہلم کی شرعی حیثیت:

أ۔ ﴿ معاشرے میں رائج طور طریقے ﴾

دنیا کے مختلف ممالک میں "میت" کے سوگ میں مختلف مراسم انجام دیئے جاتے ہیں۔ ہر معاشرے میں خوشی و غمی کے طور طریقے اس معاشرے کے رائج رسومات کے مطابق ہوتے ہیں۔ "دینِ اسلام" خوشی و غمی کے ان علاقائی یا معاشرتی رسم ورواج کی نہ مکمل مخالفت کرتا ہے اور نہ مکمل حمایت۔ اسلام کی نظر میں کوئی بھی "رسم و رواج" اس وقت حرام ہوتا ہے جب اس میں درج ذیل چیزیں پائی جائیں:

- رسم ورواج کو اسلامی لبادہ پہنا کر انجام دیا جائے جبکہ آیات وروایات مبارکہ اور سیرت اہل بیت علیہم السلام میں اس کا کوئی وجود نہ ہو، مثلا یہ کہا جائے کہ یہ رسم اسلام کی نظر میں واجب یا مستحب ہے، جیسے مہندی کی رسم جو شادی کے مواقع پر انجام دی جاتی ہے کو اسلامی رنگ دیا جائے تو یہ بدعت ہو گئی اور بدعتی کا انجام جہنم ہے۔ البتہ اگر اس رسم کو علاقائی بنیادوں پر انجام دیا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ کیونکہ صرف اللہ سبحانہ ہی کسی عمل کو "واجب یا مستحب یا مسنون" قرار دے سکتا ہے۔ (اس کی مزید وضاحت اگلی سطور میں آئے گی)
- دینِ اسلام کو اس سے نقصان پہنچتا ہو۔
- انسانیت کے خلاف عمل ہو۔
- مسلمانوں کی توہین، اذیت یا فتنہ کا باعث بنتا ہو۔
- طاغوت واستعمار کے عزائم ومقاصد کو پورا کرنے والا عمل ہو۔

یہاں سے ہمیں معلوم ہوا کہ معاشروں اور علاقوں میں رائج "رسوم ورواج" کا اہتمام کیا بھی جا سکتا ہے اور نہیں بھی۔ اُس وقت "رسم ورواج" کا اہتمام کرنا ٹھیک ہے جب اسے "اسلامی نکتہ نظر" سے نہ منایا جائے بلکہ اپنے معاشرے کے طور طریقوں کی غرض سے برپا کیا جائے، جیسے ہر معاشرے میں لباس کے نت نئے انداز اور مختلف طور طریقے موجود ہوتے ہیں، اسلام صرف واجب حد تک جسم کو چھپانا ضروری قرار دیتا ہے، لٰہذا اگر کوئی کُرتا شلوار پہنتا ہے یا اس پر کڑائی کرواتا ہے یا اس کے مختلف رنگ استعمال کرتا ہے تو یہ بدعت نہیں ہے کیونکہ کُرتا شلوار پہننے والے نے کب یہ کہا ہے کہ میں نے نئے طرز و طریق کا جو لباس پہنا ہے وہ سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق ہے

۔۔۔۔اس نے صرف ایسا کام انجام دیا ہے جو معاشرے میں رائج ہے اور اسلامی قوانین کے مخالف نہیں ہے۔اسی طرح خوشی اور غمی کے طور طریقے ہیں۔ اگر کوئی انہیں صرف معاشرتی بنیادوں پر انجام دے اور اسلام و اہل بیت علیہم السلام کی طرف نسبت نہ دے اور نہ وہ اسلامی قوانین کے مخالف ہو تو اس کے انجام دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ کیونکہ اسلام نے اس نوعیت کے اعمال کو انجام دینے یا نہ دینے میں وسعت اور گنجائش قرار دی ہے جسے شرعی اصطلاح میں ''مباح'' کہتے ہیں۔ بدعت اس وقت بنتی ہے جب دین میں کوئی چیز ایجاد کی جائے۔ اگر ایک انسان دین میں نئی چیز ایجاد نہ کرے تو بدعت نہیں ہوگی۔ دین میں ایجاد کرنے سے مراد یہ ہے کہ انسان کوئی عمل خود ایجاد کرے اور اس کو دینی رنگ دے کر باعثِ ثواب قرار دے دے۔ ایسا کرنے سے انسان بدعتی قرار پاتا ہے جس کا تشیع سے کوئی تعلق نہیں۔

ب ۔ ﴿ چہلم کی شرعی حیثیت ﴾

جہاں تک ''چہلم'' کی بات ہے تو دینی نصوص کے مطابق صرف '' امام حسین علیہ السلام '' کا چہلم منانا جائز ہے اور باقی کسی بھی انسان کا دینی نکتہ نگاہ سے ''چہلم'' منانا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ آیات و روایات میں ''چہلم منانے '' کا کوئی حکم وارد نہیں ہوا اور نہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ اہل بیت علیہم السلام نے کبھی اس کا اہتمام کیا ہے۔ صرف امام حسین علیہ السلام کے چہلم منانے کے بارے روایت و زیارت اور صحابی رسول جناب جابر بن عبد اللہ انصاری رحمہ اللہ کا عمل وارد ہوا ہے۔ لہٰذا ''مکتبِ تشیع'' میں میت کا چہلم ''دینی رنگ و روپ اور ثواب و اجر کی نیت سے منانا'' کسی طور پر جائز نہیں ہے۔ صرف امام حسین علیہ السلام کا چہلم منانے کا استثنائی حکم وارد ہوا ہے۔ فقیہ نامدار آیت اللہ محمد حسین الحسینی طہرانی رحمہ اللہ اپنی کتاب '' الأربعين في ثقافة الشيعة '' میں لکھتے ہیں:

> نعلم أنه ليس لدينا في الإسلام شيء يسمّى بـ « الأسبوع أو الأربعين » أن الذكرى السنوية ؛ لذلك يتّضح جليّا أن هذه المناسبات مخالفة لسيرة الإسلام وسنّتِه ... فـ « الذكرى السنوية » حسب التراث الشيعي الأصيل مختصّة فقط بالمعصومين عليهم السلام ؛ وليس لدينا أيّ مدرك تاريخي ولا روائي يثبت أن الأئمة أمروا بتشكيل مجالس الذكرى السنوية لأحد من صحابتهم ، فالذي ورد الحثّ والتأكيد عليه من تشكيل مجلس الذكرى ، مختصّ بإحياء ذكرى أهل البيت عليهم السلام فقط ،

وأمّا مسألة الأربعين فإنها أشنع وأقبح من مسألة الأسبوع والذكرى السنويّة قطعا، ... فإن مسألة الأربعين (للإمام الحسين عليه السلام) من شعائر التشيع وخصوصياته، وهي مختصّة فقط وفقط بحضرة أبي عبد اللّه الحسين أرواحناه الفداء لا غير. [1]

ہم جانتے ہیں کہ اسلام میں میت کی یاد میں ''ہفتہ'' یا ''چالیسواں'' یا ''سالانہ دن'' منانے کے عنوان سے کچھ وارد نہیں ہوا۔ پس یہاں سے واضح ہوتا ہے کہ (ایرانی و غیر ایرانی معاشروں میں میت کی وفات کی مناسبت سے) منعقد کیے جانے والے دن سیرت اور سنتِ اسلام کے مخالف ہیں۔ ...ہمارے پاس کوئی ایسا تاریخی ثبوت یا روایت نہیں ہے جو ثابت کرتی ہو کہ آئمہ علیہم السلام نے اپنے صحابہ میں سے کسی ایک کے لیے بھی سالانہ مجالس برپا کرنے کا حکم جاری کیا ہوا۔ جن ہستیوں کی ''یاد منانے کی غرض سے مجالس'' برپا کرنے پر ابھارا گیا اور تاکید کی گئی ہے وہ صرف اور صرف آئمہ اہل بیت علیہم السلام ہیں ۔ ... جہاں تک '' چہلم یا چالیسواں'' کا مسئلہ ہے تو (میت) کے لیے اس کا اہتمام کرنا ''ہفتہ'' یا ''سالانہ یاد'' منانے سے بھی زیادہ قبیح اور بدتر ہے،... صرف امام حسین علیہ السلام کا چہلم تشیع کے شعائر و خصوصیات میں سے ہے، چہلم صرف اور صرف ابو عبد اللہ حسین علیہ السلام (ہماری ارواح امامؑ پر قربان ہوں) کے ساتھ مختص ہے ان کے علاوہ کسی اور کے لیے نہیں منایا جا سکتا۔

پس یہاں سے معلوم ہوا کہ '' مکتبِ تشیع'' میں چہلم اور میت کی رسمی طور طریقوں سے یاد منانا اور محافل برپا کرنا کسی صورت درست نہیں ہے۔ صرف امام حسین علیہ السلام کے لیے مجالس و محافل اور جلوس و عزا کا اہتمام کرنا ضروری اور دینی شعار میں سے ہے۔ جہاں تک مردہ اور میت (غیر معصوم) کا تعلق ہے تو روایات کا نچوڑ یہ ہے کہ صرف تین دن تک غم منایا جائے اور غیر معصوم کے غم میں ماتم و سینہ کوبی جائز نہیں ہے۔ وفات کے تین دن بعد غم منانا عملِ قبیح ہے۔ یہاں تک کہ عورت کے لیے حکم وارد ہوا ہے کہ وہ شوہر کے علاوہ ہر کسی کی وفات کے تین روز بعد بناؤ سنگھار کرے اور میت کے غم کو بھول جائے۔ ماتم، مجالس و عزا صرف معصوم کے ساتھ خاص ہیں۔

---

١. الأربعين في ثقافة الشيعة، آية اللّه السيد محسن الحسيني ، ص ١٢٧ – ١٣٠ – ١٣١، الناشر: دار المحجة البيضاء ، بيروت ، لبنان ، ١٤٢٦ هـ.

ج ۔ ﴿ اہل بیت علیہم السلام میں سے صرف امام حسین علیہ السلام کا چہلم ﴾

روایات کے مطابق ہر امامِ معصوم علیہ السلام کی کچھ مشترک خصوصیات ہیں، جیسے منصبِ ولایت و امامت، علم و شجاعت... وغیرہ اور کچھ ایسی خصوصیات ہیں جو صرف ان کی ذات کے ساتھ خاص ہیں، جیسے "امیر المومنین" کا لقب صرف اور صرف امام علی علیہ السلام کے ساتھ بولا جا سکتا ہے اور باقی آئمہ طاہرین علیہم السلام کو ان کلمات کے ساتھ پکارنا ممنوع قرار دیا گیا ہے، اسی طرح امام مہدی عجل اللہ فرجہ الشریف کے نام کو زبان سے ادا کرنی کی ممانعت وارد ہوئی ہے یا عالمی حکومت کے قیام کا خواب امام مہدی عجل اللہ فرجہ الشریف کے ذریعے پورا ہونا... وغیرہ ۔

انبیاء و آئمہ طاہرین علیہم السلام میں سے صرف امام حسین علیہ السلام کے چہلم منانے کی اجازت وارد ہوئی ہے۔ اس مقام پر ہمیں " مجالس و میلاد" کے انعقاد اور "چہلم یا چالیسواں" کے اہتمام میں فرق کرنا چاہیے۔ مجالس و عزا اور میلاد کے انعقاد کا حکم تمام اہل بیت علیہم السلام کے لیے وارد ہوا ہے۔

(وہ روایات جو بتاتی ہیں کہ مجالس و غم و عزا تمام اہل بیت علیہم السلام کے لیے منانا چاہیے)

- "الکافی" میں معتبر سند سے حدیثِ موثق میں یونس بن یعقوب امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں :

« قَالَ لِي أَبِي : يَا جَعْفَرُ ، أَوْقِفْ لِي مِنْ مَالِي كَذَا وَكَذَا لِنَوَادِبَ تَنْدُبُنِي عَشْرَ سِنِينَ بِمِنًى أَيَّامَ مِنًى » [٢]

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میرے والد نے مجھ سے فرمایا: اے جعفر (علیہ السلام) ! میری خاطر تم میرے مال میں سے اتنی اتنی رقم ان نوحہ و ندبہ کرنے والے کے لیے وقف کر دو جو "منی کے دنوں" میں دس سال تک " منی" کے مقام پر مجھ پر نوحہ و ندبہ پڑھتے رہیں۔

- "من لا یحضرہ الفقیہ" میں امام باقر علیہ السلام وصیت کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

« أَنْ يُنْدَبَ فِي الْمَوَاسِمِ عَشْرَ سِنِينَ » [٣]

دس سال تک موسم حج میں ان پر ندبہ و گریہ و بکاء کیا جائے۔

---

٢. الكافي، ثقة الإسلام الكليني قدس سره ، ج ٥ ، ص ١١٧، باب: كسب النائحة ، الحديث : ١، الناشر: دار الكتب الإسلامية ، طهران ، الطبعة الرابعة ، ١٤٠٧ هـ.

٣. من لا يحضره الفقيه، الشيخ الصدوق قدس سره ، ج ١ ، ص ١٨٢، باب: التعزية والجزع ... ، الحديث : ٥٤٧، الناشر: مؤسسة النشر الإسلامي ، قم المقدسة ، الطبعة الثانية ، ١٤١٣ هـ.

"الکافی" میں عیسی بن حریز رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں :

« أَوْصَى أَبُو جَعْفَرٍ عليه السلام بِثَمَانِمِائَةِ دِرْهَمٍ لِمَأْتَمِهِ وَ كَانَ يَرَى ذَلِكَ مِنَ السُّنَّةِ ؛ لِأَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وآله قَالَ اتَّخِذُوا لِآلِ جَعْفَرٍ طَعَاماً فَقَدْ شُغِلُوا » [٤]

امام باقر علیہ السلام نے وصیت فرمائی: آٹھ سو (۸۰۰) درہم امام علیہ السلام کے غم میں ماتم پر خرچ کیے جائیں ، امام باقر علیہ السلام اس عمل کو سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرار دیتے تھے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آل جعفر کے لیے خوراک وغذا کا اہتمام کرو، پس وہ لوگ اس میں مشغول کردیئے گئے۔

مختلف معتبر اسانید سے وارد ہونے والی یہ روایات بیان کرتی ہیں کہ غم واندوہ اور مجالس ونوحہ وبکاء کا اہتمام چہاردہ معصومین علیہم السلام کے لیے کرنا چاہیے۔ لیکن ان روایات میں "چہلم" کے انعقاد کا کہیں حکم وارد نہیں ہوا۔ اس لیے علماء کرام بیان کرتے ہیں کہ چہلم کا اہتمام صرف امام حسین علیہ السلام کے ساتھ مختص ہے۔

(وہ روایات جو امام حسین علیہ السلام کے لیے چہلم وچالیسواں کے اہتمام کو بیان کرتی ہیں۔

مکتبِ تشیع میں امام حسین علیہ السلام کے غم میں چالیسواں یا چہلم کے اہتمام کے بارے روایت وارد ہوئی ہے جو کہ امام حسن عسکری علیہ السلام سے منقول ہے۔ شیخ طوسی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب " تہذیب الاحکام " میں امام حسن عسکری علیہ السلام سے اس روایت کو نقل کیا ہے۔ امام حسن عسکری علیہ السلام فرماتے ہیں:

« عَلَامَاتُ الْمُؤْمِنِ خَمْسٌ صَلَاةُ الْخَمْسِينَ وَ زِيَارَةُ الْأَرْبَعِينَ وَ التَّخَتُّمُ فِي الْيَمِينِ وَ تَعْفِيرُ الْجَبِينِ وَ الْجَهْرُ بِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمنِ الرَّحِيمِ » [٥]

مومن کی علامات پانچ ہیں:

- پچاس نمازیں۔
- اربعین (چہلم یا چالیسواں) کی زیارت۔

---

٤. الكافي ، ثقة الإسلام الكليني قدس سره ، ج ٣ ، ص ٢١٧ ، باب : ما يجب على الجيران لأهل المصيبة ، الحديث : ٤ .

٥. تهذيب الأحكام ، شيخ الطائفة محمد بن الحسن الطوسي قدس سره ، ج ٦ ، ص ٥٢ ، باب ١٦: فضل زيارته ، الحديث : ٣٧ ، الناشر : دار الكتب الإسلامية ، طهران ، الطبعة الرابعة ، ١٤٠٧هـ .

- دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننا۔
- پیشانی کو مٹی سے ملنا۔
- دورانِ نماز اونچی آواز میں "بسم اللہ الرحمن الرحیم" پڑھنا۔

اکابر علماء و محدثین نے اس روایت سے استدلال کرتے ہوئے امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے چالیسویں یعنی چہلم کا اہتمام کرنے کو "مستحب" قرار دیا ہے۔ زمانہ قدیم سے مراجع عظام اور علماءِ اعلام بڑے پیمانے پر "اربعین" کا اہتمام کرتے رہے ہیں اور آج بھی نجف اشرف سے کربلا تک پاپیادہ سفر کرتے ہیں جس کا مشاہدہ "جہانِ بشر" ج ہر سال "20 صفر" کو کرتا ہے کہ دنیا کے کونے کونے سے عاشقانِ امام حسین علیہ السلام "امام حسن عسکری علیہ السلام" کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے کربلا جمع ہوتے ہیں اور اپنے مومن ہونے کا ثبوت دیتے ہیں۔

۲. زیارتِ اربعین :

"تہذیب الاحکام" میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے "چہلمِ امام حسین علیہ السلام" کے دن کی زیارت نقل کی گئی ہے جسے بعض علماء نے صحیح السند بھی قرار دیا ہے۔ صفوان بن مہرانِ جمال بیان کرتے ہیں کہ میرے مولا و آقا امام صادق علیہ السلام نے اربعین کی زیارت کے حوالے سے مجھ کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

« تَزُورُ عِنْدَ ارْتِفَاعِ النَّهَارِ ، وَتَقُولُ : السَّلَامُ عَلَى وَلِيِّ اللَّهِ ، وَحَبِيبِهِ السَّلَامُ عَلَى خَلِيلِ اللَّهِ . . . » [٦]

جب دن چڑھ جائے تو تم زیارت کرو اور کہو: اللہ کے ولی اور اس کے حبیب پر سلام ہو، خلیلِ الٰہی اور نجیبِ خدا پر سلام ہو، صفیِ خدا اور فرزندِ صفی الٰہی پر سلام ہو... (مکمل زیارت ہے مفاتیح الجنان کی طرف رجوع کریں)۔

۳. صحابیِ رسول اور چہلم امام حسین علیہ السلام :

تاریخی حقائق کے مطابق سانحہ کربلا کے بعد امام حسین علیہ السلام کے پہلے زائر "صحابیِ رسول جناب جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ" تھے جنہوں نے شہادتِ "امام حسین علیہ السلام" کی زیارت کی غرض سے حجاز سے

---

٦. تهذيب الأحكام ، شيخ الطائفة محمد بن الحسن الطوسي قدس سره ، ج ٦ ، ص ١١٣ ، زيارة الأربعين ، الحديث : ١٧ .

کربلا تک کا سفر کیا اور "۲۰ صفر" روزِ اربعین یعنی چہلم کو کربلا پہنچے اور امام حسین علیہ السلام کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔ جنابِ جابر بن عبد اللہ انصاری بڑھاپے اور کبیر السن ہونے کے باوجود سفر کی زحمتوں و صعوبتوں کو برداشت کرتے ہوئے چہلم کے لیے کربلا میں وارد ہوئے۔(۷)

۴. روزِ چہلم کے انعقاد کی وجہ:

روایات میں چہلم کے دن کا اہتمام کرنے کی وجہ و سبب بیان نہیں کیا گیا۔ لیکن تاریخی حقائق کو مد نظر رکھتے ہوئے ساتویں صدی ہجری کے بزرگ ترین عالم دین "سید بن ابی طاووس"، کفعمی اور علامہ مجلسی رحمہم اللہ اور دیگر علماءِ اعلام نے تین وجوہات بیان کی ہیں جن کی بناء پر چہلمِ امام علیہ السلام کا اہتمام کیا جاتا ہے:

۱. روزِ چہلم 20 صفر کو امام سجاد علیہ السلام قافلے سمیت دوبارہ کربلا وارد ہوئے اور تمام شہداء عالی قدر کے سر مبارک کو ان کے اجسادِ کریمہ کے ساتھ ملحق فرمایا۔

۲. 20 صفر کو قافلہ حسینی "امام سجاد اور بنت علی علیہما السلام" کے ہمراہ شہرِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "مدینہ منورہ" میں وارد ہوا۔

۳. بزرگ صحابی رسول "جناب جابر بن عبداللہ الانصاری" 20 صفر کربلا پہنچے اور چہلم کی بنیاد رکھی۔(۸)

علامہ مجلسی رحمہ اللہ ان اقوال کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ پہلے دو احتمال ٹھیک نہیں ہیں کیونکہ قافلہ حسینی شام سے لوٹ کر کربلاء نہیں آیا۔ نہ ہی ایسا ہوا ہے کہ اس قدر مختصر دنوں میں قافلہ حسینی "شام سے مدینہ منورہ" پہنچ گیا ہو کیونکہ ابن زیاد لعین اور یزیدی لشکر نے اتنے مختصر دنوں میں "قافلہ حسینی" کو رہا نہیں کیا بلکہ وہ ایک مہینہ تک قید و بند کی صعوبتوں کو برداشت کرنے کے بعد شام سے رہا ہوئے۔ اس لیے ممکن نہیں ہے کہ اتنے قلیل مدت میں قافلہ حسینی مدینہ منورہ پہنچ گیا ہو۔

پس تیسرا قول زیادہ ترجیح رکھتا ہے کہ صحابی رسول جناب جابر بن عبداللہ انصاری "امام حسین علیہ السلام کی زیارت" غرض سے کربلا تشریف لے گئے اور چہلم کے دن وہاں پہنچے۔(۹)

---

۷. ملاذ الأخيار في فهم تهذيب الأخبار ، العلامة باقر المجلسي قدس سره ، ج ۹ ، ص ۳۰۲، الحديث : ۱٦، الناشر : مكتبة آية الله المرعشي النجفي ، قم المقدسة ، الطبعة الأولى ، ۱٤۰٦ هـ .
۸. بحار الأنوار ، العلامة باقر المجلسي قدس سره ، ج ۹۸ ، ص ۳۳٥، الناشر : دار إحياء التراث العربي ، بيروت ، الطبعة الثانية ، ۱٤۰۳ هـ .

نتیجہ:

امام حسین علیہ السلام کے چہلم کا اہتمام کرنا روایاتِ اہل بیت علیہم السلام اور صحابیِ رسول جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ کے طریق کی پیروی کی بناء پر ہے۔ اگر مکتبِ تشیع میں اہل بیت علیہم السلام کے طریق سے روایت وارد نہ ہوتی اور صحابہ کرام کی سیرت ثابت نہ ہوتی تو کسی صورت اس قدر جم غفیر دکھائی نہ دیتا۔ کیونکہ ''شیعہ'' کا ھم و غم اور حقیقی لگاؤ صرف اور صرف قرآنِ کریم کی اس آیت مبارکہ کے ساتھ ہے:

﴿ يا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ ﴾ (۱۰)

اے ایمان لانے والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور تم میں سے جو اولی الامر (بارہ آئمہ طاہرین) ہیں کی اطاعت کرو۔

لٰہذا چہلم ''شیعوں'' کی من گھڑت رسم نہیں ہے بلکہ اطاعتِ امامؑ اور سیرتِ صحابہ کرام ہے۔

والسلام

****

مزید سوالات کے جوابات حاصل کرنے کے لیے ای میل کریں اس ایڈریس پر:

sawalapke@gmail.com

albirronline.com

albirronline@gmail.com

---

۹. بحار الأنوار ، العلامة باقر المجلسي قدس سره ، ج ۹۸ ، ص ۳۳٤.

۱۰. النساء : ۵۹ .